

اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمی مرکزیت کی اساس پر اسلامی اتحاد

<?xml encoding="UTF-8">

مسلمانوں کی علمی مرکزیت صدیوں سے بحث و گفتگو کا موضوع بنی ہوئی ہے اور یہ سوال ہمیشہ پیش آتا رہا ہے کہ مسلمانوں کے لئے وہ کونسی ہستیاں ہیں جو علمی لحاظ سے مرکزیت اور مرجعیت رکھتی ہیں۔ مسلمان جس قدر صدر اسلام کے زمانے سے دور ہوتے جارہے ہیں اس بحث کی اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے اسی طرح ان کے مابین اتحاد کی ضرورت بھی روز بروز زیادہ محسوس ہوتی جارہی ہے۔ قرآن کریم اور سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامی اتحاد کے اساسی اور حقیقی محور ہیں۔ لہذا ایسے علمی مرجع و مرکز کا تعین ضروری ہے جو قرآن و سنت کی تفسیر کرسکے اور ان کے معانی سے نقاب ہٹاسکے اور اپنی مستحکم رائے سے فقہی اور کلامی اختلافات کو ختم کرسکے۔ زیر نظر تحقیق میں ہم اس علمی مرجعیت کا مصداق اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرض کرتے ہوئے بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اس انحصار کا فائدہ یہ ہے کہ ہماری بحث واضح اور شفاف حدود میں پیش کی جائے گی اور ہم پراکندگی نیز تشتت آراء سے بھی محفوظ رہیں گے۔ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ہماری بحث مستحکم اور متقن دلیلوں پر استوار ہے۔ یہ دلیلیں اس وقت پیش کی جائیں گی جب قرآن و سنت کی نظر میں علمی مرجعیت کا تذکرہ کیا جائے گا۔ کیونکہ قرآن و سنت پر کسی اسلامی فرقے کو اختلاف نہیں ہے اور سب ان پر متفق ہیں اور ان ہی سے استدلال کرتے ہیں۔ بنابرین اس بحث سے ہمارا ہدف اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علمی مرجعیت و مرکزیت ثابت کرنا ہے۔ ہم نے اپنی اس کاوش میں اہل سنت کی کتب حدیث، فقہ، و تاریخ سے شیعہ کتب سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ کیونکہ شیعہ اہل بیت علیہم السلام کی مرجعیت علمی میں کسی طرح کا شک نہیں کرتے یہ ان کے نزدیک ایک مسلمہ اصل ہے۔ ہماری اس بحث کے وہ لوگ مخاطب ہیں جنہیں اس اصل میں شک و تردید ہے۔ ہم اپنی بحث کو مکمل علمی معیارات پر پیش کر رہے ہیں تاکہ ایسا نتیجہ پیش کریں کہ جس پر ہر منصف انسان اتفاق کرے گا۔

اس مشترکہ مقصد میں کامیابی سے مسلمانوں کے تاریخی اختلافات حل ہوسکتے ہیں اور ایسا مشترکہ میدان فراہم ہوسکتا ہے جس میں مسلمان دور حاضر اور مستقبل میں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی معارف کے ایک عظیم حصے کو ضایع ہونے سے بچایا جاسکتا ہے جس کو مسلمانوں کی اکثریت نظر انداز کردیتی ہے اور اس سے فائدہ نہیں اٹھاتی جبکہ وہ معارف کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے۔

قرآن و سنت کی نظر میں مسلمانوں کی علمی مرجعیت علمی

مرجعیت سے مراد جیسا کہ اشارہ کیا گیا وہ نقطہ مشترک ہے جس پر مسلمانوں کا اتفاق ہوا اور جو ان کے اختلافات، خاص طور سے فقہی اور اعتقادی اختلافات کو ختم کرسکے۔ یہ مرجعیت قرآن و سنت کے حقائق کو اس طرح بیان کرتی ہے کہ جس سے مسلمانوں میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا۔ چونکہ قرآن کریم اور سنت نبوی علی صاحبہا آلاف التحیۃ والثنا پر مسلمانوں کا بھرپور اتفاق ہے آئیے خود ان ہی سے معلوم کرتے ہیں کہ اس مرجعیت کی نشانیاں کیا ہیں اور اس کو کیسے پہچانا جائے گا۔ یہاں پر ہم حجیت ادلہ کی اصولی بحث نہیں کریں گے کیونکہ ہم نے اصول بنایا ہے کہ کسی بھی قیمت پر متفقہ اصولوں خاص طور سے احادیث و نصوص کی دلالت و حجیت سے متعلق اصولوں سے خارج نہیں ہونگے۔ ہم نے مرجعیت علمی کے بارے میں قرآنی آیات اور سنت نبوی کا استقراء کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ان نصوص میں اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرجعیت علمی کے علاوہ کسی اور مرجعیت علمی کی طرف بات نہیں کی گئی ہے۔ گرچہ بعض ضعیف روایات موجود ہیں جن پر مسلمانوں کو اختلاف ہے لہذا ہم ان کا سہارا نہیں لیں گے اور ان نصوص پر تکیہ کریں گے جن پر سارے مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

ہم نے اپنی بحث کے لئے جو حدود معین کی ہیں ان کی اساس پر ادلہ کتاب و سنت پر ایک نظر ڈالتے ہیں تاکہ بحث طولانی اور ملال آور نہ ہوا اور ہم اپنے مقصد سے نزدیک بھی ہوتے جائیں۔ سب سے پہلے ان آیات کتاب مجید کا تذکرہ کرتے ہیں جن کی تفسیر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی گئی ہے۔

قرآن کریم میں اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ و علیہ وآلہ وسلم کی علمی مرجعیت۔

1۔ آیت ذکر۔

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ (النحل 43- انبیاء 7)

اگر نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے سوال کرو۔

ابن جریر طبری کی تفسیر میں ان کی سند سے جابر جعفی سے نقل ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت علی

علیہ السلام نے فرمایا "نحن اهل الذکر" ہم اہل ذکر ہیں۔ 2۔

حارث کہتے ہیں کہ :

سالت علیا عن هذه الآية "فاسئلوا اهل الذکر" فقال واللہ انا نحن اهل الذکر نحن اهل العلم و

نحن معدن التاویل و التنزیل (3)

میں نے علی علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ فاسئلوا اهل الذکر سے مراد کونسے افراد ہیں؟

آپ نے فرمایا خدا کی قسم ہم اہل ذکر ہیں ہم اہل علم ہیں اور ہم معدن تاویل و تنزیل ہیں۔

راسخون فی العلم -

وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم 4۔

قرآن کی تاویل کو خدا اور راسخون فی العلم کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ :این الذین زعموا انهم الراسخون فی العلم دوننا، کذبوا بغیاعلینا ان رفعنا اللہ ووضعتهم واعطانا وحرمتهم وادخلنا و اخرجهم بنا یتستعی الہدی و یتستجلی العمی 5۔

کہاں ہیں وہ لوگ جو یہ سوچتے ہیں کہ وہ ۔ نہ ہم ۔ حاملان علم قرآن ہیں ۔ جھوٹ اور ستم سے جو ہم پر روا رکھا ہوا ہے ۔ خدا نے ہمیں رفعت عطا کی ہے اور انہیں نیچا کیا ہے ہمیں عطا کیا ہے اور انہیں محروم رکھا ہے ہمیں اپنے کف عنایت میں لیا ہے اور انہیں اس سے دور رکھا ہے ۔ لوگ ہمارے سہارے راہ ہدایت پر چلتے ہیں اور تاریک دل ہم سے نور حاصل کرتے ہیں ۔

3۔ علم کتاب کس کے پاس ہے؟

و یقول الذین کفروا لست مرسلان کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم و من عندہ علم الکتاب 7۔

اور یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں تو کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لئے خدا کافی ہے اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے ۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ساءلت رسول اللہ عن ہذہ الآیۃ قال ذاک اخی علی ابن ابیطالب 8۔

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا "وہ میرے بھائی علی ابن ابیطالب ہیں ۔"

4۔ آیت تطہیر -

انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یتطہرکم تطہیرا۔ 9۔

بس اللہ کا ارادہ یہ ہے کہ اے اہل بیت تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ "انا و اهل بیتی مطہرون من الذنوب میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں ۔ 10۔

آپ نے ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ہے "انا و علی و الحسن و الحسین و تسعة من ولد الحسین مطہرون معصومون۔ 11۔

میں علی حسن اور حسین کی اولاد میں نو افراد پاک پاکیزہ اور معصوم ہیں ۔

آیت تطہیر اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں خاص الخاص عنایت خداوندی کو بیان کرتی ہے اور یہ تاکید کرتی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام ہر طرح کی لغزش و انحراف سے دور ہیں تاکہ انسان ان

کی اتباع کرسکے اور اپنے اختلافات حل کرنے کے لئے ان سے رجوع کرسکے ۔

5۔اجر رسالت ۔

قل لاسئلكم عليه اجرا الا المودة في القربى ۔12۔

آپ کہ دیجیے میں اپنی تئیس سالہ رسالت کے عوض کچھ نہیں چاہتا مگر یہ کہ تم میرے قریبی افراد سے محبت کرو۔

عبدالله ابن عباس سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ "من هم القربى" قال " علی فاطمہ و ابناہما" میرے قریبی افراد علی و فاطمہ اور ان کے دوبیٹے ہیں ۔13۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اہل قریبی سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیے اہل بیت ہیں 14۔ یہ آیت دلوں اور عقلوں کو اہل بیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جوڑ دیتی ہے اور تاکید کرتی ہے کہ اہل بیت کی محبت ہی اجر رسالت ہے اور ان کو دوست رکھنا ۔ کم از کم علمی لحاظ سے ۔ حقیقی مودت ہے ۔ قرآن کریم میں ایک اور آیت ہے جس سے ہم یہ استدلال کرسکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور محبت میں ملازمہ پایا جاتا ہے یہ آیت ہے :

"ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحبکم اللہ ۔15۔ اے رسول کہ دین اگر تم مجھے چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ خدا بھی تمہیں دوست رکھے۔

سنت نبوی میں اہل بیت کی روسے اہل بیت کی علمی مرجعیت ۔

1۔ حدیث کساء

حدیث کساء آیت تطہیر کی تفسیر کرتی ہے اور یہ بیان کرتی ہے کہ آیت تطہیر میں اہل بیت سے کونسی ہستیاں مراد ہیں۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ "اخذ رسول اللہ ثوبہ فوضعه علی علی و فاطمہ و حسن و حسین و قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البيت و یطہرکم تطہیرا" 16۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عبا علی و فاطمہ حسن حسین پر ڈال دی اور فرمایا "خدا نے ارادہ کیا ہے تم سے اے اہل بیت ہر طرح کے رجس کو دور رکھے گا جس طرح دور رکھنے کا حق ہے ۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی فاطمہ حسن و حسین کو اپنے پاس بلایا اور ان پر خیبری عبا ڈال دی اور فرمایا اللہم ہولاء اہل بیتی اللہم اذهب عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا۔

خدا یا یہ میرے اہل بیت ہیں انہیں ہر برائی سے دور رکھ اور پاک و پاکیزہ کرجیسے پاک کرنے کا حق ہے۔ اس کے بعد ام سلمہ کہتی ہیں میں نے آپ سے سوال کیا کہ الست منہم کیا میں ان میں شامل نہیں ہوں ۔ آپ نے فرمایا تم نیک خاتون ہو۔ 17۔

اس حدیث کو عطاء ابن یسار ، ابو سعید خدری ، ابوہریرہ ، حکیم ابن سعد ، شہر اب حوشب ، عبدالله ابن مغیرہ ، عطاء ابن ابی ریح ، عمرہ ابن افعی ، حضرت علی ابن الحسین زین العابدین علیہما السلام نے ام سلمہ سے

روایت کی ہے -

اس حدیث کو صفیہ بنت شیبہ اور عوام ابن حوشب

نے تمیمی اور ابن عمیر نے ام المومنین عائشہ سے اس طرح نقل کیا ہے -

"خرج النبی غداہ و علیہ مزط مرحل من شمراسود فجاء الحسن ابن علی فادخلہ ،ثم جاء الحسن فدخل معہ ثم جاءت فاطمہ فادخلہا، ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا۔18۔

ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے عالم میں جبکہ آپ سیاہ اون سے بناہوا لباس زیب تن کئے ہوئے تھے باہر تشریف لائے اس کے بعد حسن ابن علی وارد ہوئے آپ نے انہیں اپنی ردا میں جگہ دی اور اس کے بعد حسین ابن علی آئے آپ نے انہیں بھی اپنی ردا میں جگہ دی اس کے بعد فاطمہ آئیں آپ نے انہیں بھی اپنی ردا میں جگہ دی اور اس کے بعد علی آئے آپ نے انہیں بھی اپنی ردا میں داخل کر لیا اس کے بعد فرمایا : **انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطہرکم تطہیرا۔**

بہت سے صحابہ نے حدیث کساء کی روایت کی ہے انمیں ابوسعید خدری ،ابو ہریرہ ، ابوالحمراء، ابو لیلیٰ انصاری ، انس بن مالک ،براء بن عازب ، ثوبان ، جابر ابن عبداللہ انصاری ، زید بن ارقم ، زینب بنت ابی سلمہ ،سعد بن ابی وقاص، صبیح مولیٰ ام سلمہ، عبداللہ ابن جعفر، عمر ابن ابی سلمہ ،عمر ابن خطاب وغیرہ ۔ ان راویوں کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد علی و فاطمہ حسن وحسین علیہم السلام ہیں اور ان روایات کی اسناد صحاح ستہ اور اہل سنت کے دیگر جوامع حدیث سے نقل کی گئی ہیں ۔(19)

2: حدیث ثقلین :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "انی تارک فیکم ما ان تمسکتہم بہ لن تضلوا بعدی،احدہما اعظم من آخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اهل بیتی ،ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض ،فانظرو کیف تخلفونی فیہما۔(20)

میں تمہارے درمیاں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر ان سے متمسک رہو گے تو میرے بعد گمراہ نہ ہو گے، ان میں ایک جو دوسرے سے بڑی ہے کتاب خدا ہے وہ ایسی مضبوط رسی ہے جسے آسمان سے زمیں پر بھیجا گیا ہے۔ دوسری میری عترت اور میرا خاندان ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پروار ہو جائیں، پس ہوشیار رہنا کہ میرے بعد ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ یہ حدیث ان الفاظ میں بھی وارد ہوئی ہے ۔ "انی قد ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر من الآخر :کتاب اللہ تعالیٰ وعترتی ، فانظروا کیف تخلفونی فیہما، لن یفترقا حتی یردا علی الحوض ۔(21)

میں تمہارے درمیاں دو گرانبھا چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت ، ان میں ایک، دوسرے سے بڑی ہے خبردار میرے بعد تم ان کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو۔ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے مگر یہ کہ میرے پاس حوض پر وارد ہو جائیں۔

حدیث ثقلین میں اہل بیت علیہم السلام کو قرآن کا ہمسر قرار دیا گیا ہے۔ یہ حدیث تینتیس صحابیوں سے مروی ہے جنمیں ابو ایوب انصاری ،ابوذر غفاری، ابو سعید خدری، ابو شریح خزاعی، ابو قدامہ انصاری، ابو ہریرہ،

ام سلمہ، انس بن مالک، خزیمہ ذو الشہادتین، سعد ابن ابی وقاص، زید ابن ثابت، سلمان فارسی، عبدالرحمن ابن عوف، عبداللہ ابن عباس، عمر ابن خطاب اور عمر ابن عاص شامل ہیں۔22۔

حدیث ثقلین کے بارے میں اہل سنت کے بعض علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں مرجعیت سے مراد فقہی مرجعیت ہے۔ محمد ابو زہرہ کا کہنا ہے کہ "لایدل علی امامۃ السیاسة وانه ادل علی امامۃ الفقه والعلم۔23۔ ہم یہاں پر حدیث کی دلالت کے بارے میں بحث نہیں کریں گے اور اہل بیت کی علمی امامت ہی پراکتفا کریں گے جس پر فریقین کا اتفاق ہے۔

اس حدیث کے بارے میں ابو احمد یعقوب کا کہنا ہے کہ انہوں نے حدیث ثقلین کی اہل سنت کی اہم ترین کتابوں میں ایک سو پچاسی مصادر سے تخریج کی ہے۔ اور ان تمام حدیثوں میں کتاب اللہ والعترة کے الفاظ موجود ہیں اور ان کتابوں میں یہ بھی صراحت کی گئی ہے کہ عترت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہیں، جن کے نام حدیث کساء اور حدیث ثقلین سمیت مختلف مقامات پر مختلف احادیث میں بیان کئے گئے ہیں۔24۔

3۔ حدیث رفع اختلاف ۔

انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا "انت تبین لامتی ما اختلفوا فیہ بعدی"25۔
"اے علی میرے بعد امت میں پیدا ہونے والے اختلافات کو تم حل کرو گے۔

4۔ حضرت علی امت کی عالم ترین فرد ۔

سلمان فارسی کہتے ہیں کہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالب۔26۔
آپ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد اس امت میں سب سے زیادہ علم والے علی ابن ابی طالب ہیں۔

مسلم اول۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اما ترضین انی زوجتک اول المسلمین اسلاما و اعلمہم علما۔27۔
کیا تم خوش نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو سب سے پہلا مسلمان اور امت میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔

امان امت :

عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: النجوم امان لاهل الارض من الغرق و اهل بيتي امان لامتي مي الاختلاف 28۔
ستارے اہل زمیں کو غرق ہونے سے بچاتے ہیں اور میرے اہل بیت امت کو اختلاف سے امان میں رکھیں گے ۔

حدیث سفینہ

ابوذر غفاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: الا ان مثل اهل بيتي فيكم كسفينة نوح في قومه فمن ركبها نجا، ومن تخلف عنها غرق۔ 29۔
جان لو کہ تمہارے درمیاں میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی ہے جو اس پر سوار ہوگا نجات پا جائے گا اور جو پیچھے رہ جائے گا غرق ہو جائے گا۔
اہل بیت علیہم السلام سب سے زیادہ کتاب و سنت کا علم رکھتے ہیں۔
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔
انا نحن اهل البيت اعلم بما قال الله ورسوله۔ 30۔
ہم اہل بیت کتاب خدا اور سنت رسول سے سب سے زیادہ واقف ہیں ۔

شجر نبوت:

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:
نحن شجرة النبوة ومحط الرسالة ومختلف الملائكة و معادن العلم و ينابيع الحكم۔ 31۔
ہم اہل بیت شجرہ نبوت، مقام رسالت، منزل ملائکہ، معدن علم و دانش اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین بارہ ہیں۔
جابر ابن سمرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے: لا يزال الدين قائما حتى تقوم الساعة او يكون عليكم اثني عشر خليفة كلهم من قریش۔ 32۔
یہ دین اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قیامت نہیں آجائے گی اور بارہ خلیفہ جو سب قریش سے ہونگے تم پر حکومت کریں گے ۔
عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ اصحاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلفاء کے عدد کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اثني عشر بعده نقباء بني اسرائيل۔ وہ بارہ خلیفہ ہونگے نقباء بنی اسرائیل کے عدد کے برابر۔ 33۔

اہل سنت اور اہل تشیع کی کتابوں میں بہت سی حدیثیں ہیں جو الفاظ میں مختصر سے اختلاف کے ساتھ اسی معنی کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ بنا بریں مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفاء یا نقباء یا امراء یا ائمہ بارہ ہیں اور سب کے سب قریش سے ہیں اور ان کا تعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی صریح احادیث سے ہوا ہے۔ بنی اسرائیل کے نقباء سے خلفاء کو تشبیہ دینے کا مقصد بھی ان کے عدد کا تعین کرنا ہے۔ اس کے علاوہ یہ احادیث قیامت تک دین کے باقی رہنے نیز قیامت تک امامت کے جاری رہنے پر تاکید کرتی ہیں۔ صحیح مسلم میں بھی اسی مضمون کی ایک روایت ہے۔

خلفاء رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت علی علیہ السلام سے لیکر حضرت مہدی علیہ السلام تک معین کرنے والی روایات بعض صحاح اور مسانید میں پائی جاتی تھیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا جعل کرنا محال ہے۔ اس کے علاوہ وہ روایتیں جو اہل سنت سے منقول ہیں وہ ان کے نزدیک قابل قبول ثقہ اور صحیح ہیں۔ 34۔

مجموعی طور پر ان آیات و روایات کی حجیت سے ہمیں جو نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی مذاہب کو اپنی خصوصیات سے دستبردار ہوئے بغیر ایک پلیٹ فارم پر متحد ہو جانا چاہیے۔

فصل دوم -

اہل بیت علیہم السلام کے علم کا سرچشمہ -

فصل اول میں جن روایات کا ہم نے جائزہ لیا ان سے اہل بیت علیہم السلام کی طہارت اور علمی مرجعیت ثابت ہوتی ہے۔

علامہ محمد تقی حکیم کہتے ہیں -

ائمہ اہل البیت علیہم السلام کی زندگی کے حقائق اور ان حدیثوں کی دلالت میں مکمل ہماہنگی پائی جاتی ہے اور دونوں دلالت کرتی ہیں کہ ائمہ علیہم السلام صاحب عصمت اور اعلم زمانہ تھے بالخصوص وہ ائمہ جنہیں نہایت سخت حالات کا سامنا تھا جیسے حضرت امام تقی، حضرت امام علی نقی اور حضرت امام حسن عسکری علیہم السلام۔ یہ امر اس بات کا بہترین موید ہے کہ سنت (قول، فعل اور تقریر) ائمہ علیہم السلام کو بھی شامل ہے اور یہاں پر ہم خلیل ابن احمد فراہیدی کی عقلی دلیل پیش کر سکتے ہیں جو انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی امامت کے بارے میں پیش کی ہے۔

ان (حضرت علی) کا سب سے بے نیاز رہنا اور سب کا ان (حضرت علی) کا محتاج ہونا ان کی امامت کی دلیل ہے۔ یہ استدلال ہم سارے ائمہ کے لئے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ ائمہ اہل بیت نے کسی کے سامنے زانوے ادب نہ نہیں کیا ہے۔ اور وہ کسی بھی طرح سے کسی کے محتاج نہیں رہے ہیں۔ یہ بات ہمیں اس اہم نکتے کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ اگر اہل بیت نے کسی کے سامنے زانوے ادب نہ نہیں کیا تو ان کے علم کا سرچشمہ کیا ہے؟ انہوں نے کس سے علم حاصل کیا ہے؟

صحیح روایات اور احادیث کا جائزہ لینے سے واضح ہوتا ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے علم کا سرچشمہ ان چار موارد میں منحصر ہے۔

1۔ قرآن کریم :

متعدد روایات ہیں جو اس بات پر تاکید کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے اہل بیت ہی ہیں جو قرآن کے حقائق، معانی اور اہداف سے کما حقہ واقف ہیں۔ ان روایات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے "من عنده علم الكتاب کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔36۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "انا هو الذی عنده علم الكتاب" میں ہی ہوں جس کے پاس علم کتاب ہے۔37۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "نحن الذین عندنا علم الكتاب و بیان مافیہ" ہم اہل بیت ہی ہیں جن کے پاس علم کتاب اور اسمیں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کا علم ہے۔38۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ "علی یعلم الناس من بعدی تاویل القرآن و مالا یعلمون" علی میرے بعد لوگوں کو تاویل قرآن اور جو کچھ نہیں جانتے اس کی تعلیم دینگے۔39۔ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام تاکید کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ "سلونی عن کتاب اللہ فانہ لیس میں آیۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنہار فی سہل ام جیل" مجھ سے کتاب خدا کے بارے میں سوال کرو، میں ہر آیت کے بارے میں جانتا ہوں خواہ وہ رات میں نازل ہوئی ہو یا دن میں، دشت میں نازل ہوئی ہو یا پہاڑی پر۔40۔ عبداللہ ابن مسعود نے روایت کی ہے کہ "ان القرآن نزل علی سبعة احرف مامنہا حرف الا له ظہرو بطن و ان علی ابن ابی طالب عنده علم الظاہرو الباطن۔41۔

قرآن سات حرفوں پر نازل ہوا ہے اور انمیں ایسا کوئی حرف نہیں جسکا ظاہر اور باطن نہ ہو اور علی ابن ابی طالب کے پاس ظاہر اور باطن کا علم ہے ۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن سے پوچھو، سوال کرو، آپ کا ارشاد ہے "ذالک القرآن فاستنطقوه، ولن یناطق، ولكن اخبركم، الا ان فیہ علم ما یأتی ۔ یہ قرآن ہے اس سے سوال کرو تاکہ وہ تم سے کلام کرے وہ ہرگز کلام نہیں کرے گالیکن میں میں تمہیں بتاتا ہوں، جان لو کہ قرآن میں آئندہ کا علم ہے۔42۔

مذکورہ بالا روایات سے صراحتاً یہ بات معلوم ہوتی ہے اہل بیت علیہم السلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ انہیں کے پاس علم قرآن ہے اور اگر کسی کو علم قرآن حاصل کرنا ہو تو اسے در اہل بیت علیہم السلام پر آنا ہوگا۔

2۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیت علیہم السلام کے علم کا دوسرا سرچشمہ ہے اس سلسلے میں سب زیادہ مشہور حدیث جو فریقین کی کتابوں میں منقول ہے یہ ہے "انامدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد المدینۃ والحکمۃ فلیات الباب " میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ جو علم اور حکمت کا طالب ہے اسے دروازے سے آنا ہوگا۔43۔

ایک اور حدیث ہے : انادار العلم و علی بابہا ۔ یا انا دارالحکمۃ و علی بابہا۔ "میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں " یا "میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔44۔45۔

حاکم، بریدہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) سے فرمایا "ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ادنیک و لاقصیک و ان اعلمک وان تعی و حق علی اللہ ان تعی، فنزل قوله تعالیٰ وتعیہا اذن واعیہ" آپ فرماتے ہیں خدانے مجھے حکم دیا ہے تمہیں اپنے آپ سے نزدیک لاتا جاؤں اور تمہیں دور نہ کروں اور تمہیں تعلیم دوں اور تم مجھ سے علم حاصل کرو۔ اور خدا اس بات کا ضامن ہے کہ تم علم حاصل کرو اور سمجھو ۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی "اور محفوظ رکھنے والے کان سن لیں ۔46،47۔

جب بھی لوگ حضرت علی علیہ السلام سے ان کے علم بے کران کے سرچشمہ کے بارے میں سوال کرتے اور پوچھتے کہ انہوں نے کہاں سے علم حاصل کیا ہے تو آپ فرماتے "وما سوی ذالک فعلم علمہ اللہ نبیہ فعلمنیہ و دعا لی بان یعیہ صدری و تضطم علیہ جوانحی۔ آپ فرماتے اس کے علاوہ بھی علم ہے جس کی تعلیم خدا نے اپنے رسول کو دی تھی اور انہوں نے مجھے عطا فرمایا اور میرے لئے دعا کی کہ میرا سینہ اس علم سے مالا مال ہو جائے اور وہ میرے سینے میں سما جائے۔48۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے علم کا وارث بنایا اور حضرت علی علیہ السلام نے حضرات حسنین علیہما السلام کو اس کے بعد ہر امام نے اپنے بعد کے امام کو اس علم کا وارث بنایا۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا "مارث منک یا رسول اللہ" تو آپ نے فرمایا "ماورث الانبیاء من قبل: کتاب ربہم وسنۃ نبیہم

حضرت علی علیہ السلام نے آپ سے پوچھا میں آپ سے وراثت میں کیا پاؤں گا، آپ نے فرمایا، تمہیں میری وراثت میں وہی چیزیں ملیں گی جو انبیاء ماسلف چھوڑا کرتے تھے یعنی کتاب خدا اور اپنی سنت۔49۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ان اللہ علم رسولہ الحلال و الحرام و التأویل و علم رسول اللہ علمہ کلہ علیا" اللہ نے اپنے رسول کو حلال و حرام اور تاویل قرآن کا علم عطا کیا اور آپ نے یہ سارا علم علی علیہ السلام کو عطا فرمایا۔50۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اہل بیت کا علم ان کے ذاتی نظریات کا غماز نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ لوکنا نفتی الناس براینا و ہوانا لکنا من الہالکین، ولکنا نفتیہم بآثار من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصول علم عندنا نتوراثہا کابر عن کابر نکنزہا کما یکنزہولاء ذہبہم و فضتہم۔

اگر ہم لوگوں کو اپنی ہوا و ہوس کے مطابق فتویٰ دیتے تو بے شک ہلاک شدگان میں شامل ہو جاتے لیکن ہم تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو علم ہمیں ان سے ملا ہے اس کے مطابق لوگوں کو فتویٰ دیتے ہیں۔ اور جو علم ہمارے پاس ہے وہ بعد والے امام کو وراثت میں ملتا ہے۔ ہم اس علم کو اسی طرح سنبھال کر رکھتے ہیں جس طرح لوگ سونا چاندی سنبھال کر رکھتے ہیں۔51۔

3۔ امام ماقبل -

ائمہ اہل بیت علیہم السلام میں ہر امام اپنے ماقبل امام سے ہی علم حاصل کرتا ہے اور یہ علم ان کی مخصوص میراث ہے۔ ائمہ معصومین اپنے علم سے اپنے بعض خاص اصحاب کو بھی ان کی استعداد و صلاحیت کے مطابق کچھ عطا فرماتے ہیں۔ اس سلسلے میں بہت سی روایات وارد ہوئی ہیں۔52۔

4. ذاتی آگہی اور تجربے -

ائمہ طاہرین میں سے ہر ایک کو اپنی زندگی میں خاص تجربوں اور حالات سے گذرنا پڑا ان تجربوں سے ان کی علمی صلاحیت میں اضافہ ہوتا تھا۔ یہ تجربے ان کو انسانی زندگی سدھارنے کی راہ میں حاصل ہوتے تھے۔ ہر امام کے تجربے دوسرے امام کے لئے مشعل راہ ہوتے تھے اور ان کا ہدف بھی ایک ہی ہوتا تھا اگرچہ ائمہ معصومین اپنے زمانے کے لحاظ سے خاص وسائل و ذرائع استعمال کیا کرتے تھے۔ 53۔

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی زندگی کے اس انسانی پہلو پر توجہ کرنا ان کی طبیعت بشری کو سمجھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے ان پہلوؤں کو سمجھنے سے یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ بھی خدا کے بندے تھے تاہم خدا نے انہیں خاص نعمتوں سے نوازا تھا جن سے دوسرے لوگ محروم تھے۔ دراصل اہل بیت علیہم السلام کے بارے میں غلو کا سرچشمہ یہی وجہ ہے کہ لوگ ان کے علم اور حقیقی شخصیت کو سمجھنے سے قاصر تھے اور ان کی شخصیت سے اس قدر حیران اور مبہوت ہوجاتے تھے کہ غلو میں گرفتار ہوجاتے۔ لوگ اہل بیت علیہم السلام کی ذوات مقدسہ میں ایسے علوم اور کرامات دیکھتے تھے جو عام انسان کے بس کی بات نہیں تھے لہذا ان کے بارے میں غلو کرنے لگتے تھے۔ ائمہ علیہم السلام نے اپنی احادیث و روایات میں اپنی انسانی اور بشری حقیقت پر تاکید کی ہے اور یہ سمجھایا ہے کہ انہیں ذاتا علم غیب حاصل نہیں ہے بلکہ انہیں جو کچھ عطا ہوا ہے بارگاہ ربوبی سے عطا ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے خدا نے انہیں ساری فضیلتیں اور کمالات عطا کئے ہیں۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "علم الغیب الذی لایعلمہ احد الا اللہ و ماسوی ذالک فعلم علمہ اللہ نبیہ فعلمنیہ" خدا کے علاوہ کوئی علم غیب کا حامل نہیں ہے، اس کے علاوہ خدا نے سب کچھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اور انہوں نے وہ سب کچھ مجھے تعلیم فرمایا ہے۔ 54۔

حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ طاہرین نے غلو کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔ البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ خدا نے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کو اپنی رحمت خاصہ میں شامل کیا ہے اور مختلف مواقع پر انہیں حقیقت تک پہنچانے کے لئے انہیں الہام کی نعمت سے بھی نوازتا ہے۔ اس کے برخلاف ہمیں کوئی دلیل نہیں ملی ہے۔

فصل سوم :

امت میں اہل بیت علیہم السلام کی علمی منزلت -

بے پناہ علمی اختلافات گروہ بندیوں اور گوناگوں فقہی و کلامی مکاتب کے باوجود مسلمانوں نے ہمیشہ اہل بیت علیہم السلام کی خاص منزلت و مقام کا اعتراف کیا ہے اور اس کا لحاظ رکھا ہے انہیں تمام صحابہ اور تابعین نیز فقہائے برتر و بہتر سمجھا ہے۔ تاریخ و حدیث و فقہ کی کتابیں اس حقیقت کی گواہ ہیں۔ اگر بنو امیہ اور بنو عباس کی ظالمانہ اور مکروفریب سے بھری چالیں نہ ہوتیں تو اہل بیت کی یہ منزلت امت اسلام کے دل میں مستحکم و استوار رہتی۔ اموی اور عباسی حکومتوں نے جو حقیقت سے کوسوں دور تھیں حقیقت کو توڑ مڑ کر کرپیش کرنے کی بھرپور کوشش کی تاکہ اہل بیت علیہم السلام اور ان کی مرکزیت سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر

دوسروں کی طرف موڑسکیں۔

ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے بعض صحابہ، تابعین اور فقہاء کی شہادتیں پیش کریں گے۔ ان شہادتوں سے واضح ہو جائے گا کہ اہل بیت علیہم السلام کی شان میں کتاب و سنت کے نصوص اور مسلمانوں کی منصفانہ رائے ان کی عظمت و بزرگواری سے مکمل مطابقت رکھتی ہیں۔

خلفاء کے زمانے میں حضرت علی علیہ السلام کی علمی منزلت

1. حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعد خلافت راشدہ کا زمانہ آتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے اس وقت کے پیچیدہ حالات میں بہت سے مسائل اور سیاسی مشکلات اور شرعی مسائل میں مولائے کائنات سے رجوع کیا، ابو بکر نے اہل ردہ سے جنگ میں بھی مولائے کائنات سے صلاح و مشورہ کیا تھا۔ 56

2. حضرت عمر کی خلافت کے دوران :

حضرت عمر ابن خطاب ہر مشکل مسئلے میں حضرت علی علیہ السلام سے مدد مانگتے تھے خواہ وہ فقہی مسئلہ ہوتا یا پھر اجتماعی اور سیاسی۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں حضرت عمر کے بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ سب سے زیادہ حضرت علی علیہ السلام کے علم و دانش اور آپ کی منزلت سے آشنا تھے۔ حضرت عمر نے متعدد مقامات پر یہ جملے کہے ہیں۔

1. اعوذ باللہ ان اعیس فی قوم لست فیہم یا ابوالحسن۔ 57۔

اے ابوالحسن میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ مجھے ایسی قوم میں رہنا پڑے جس میں آپ نہ ہوں۔

2. لولاعلی لہلک عمر۔ 59۔

اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

3. انت یا علی خیرہم فتویٰ۔ 60۔

اے علی آپ مسلمانوں میں سب سے بہتر فتویٰ دیتے ہیں۔

4. اللہم لاتنزل بی شدہ الا و ابوالحسن الی جنبی۔ 61۔

خدایا مجھے کسی سخت مشکل میں نہ ڈالنا مگر یہ کہ ابوالحسن میرے پاس ہوں۔

5. یا ابوالحسن لابقانی اللہ لشده لست لہا ولافی بلد لست فیہ۔ 62۔

اے علی خدا مجھے ایسی مشکل کے وقت زندہ نہ رکھے جسے حل کرنے کے لئے آپ موجود نہ ہوں اور نہ اس شہر میں رکھے جہاں آپ نہ ہوں۔

6. یا ابن ابی طالب فمازلت کاشف کل شبہة و موضع کل حکم۔ 63۔

اے ابن ابی طالب آپ ہمیشہ شبہات کا ازالہ کرنے والے اور احکام بیان کرنے والے ہیں۔

7. اعوذ باللہ من معضلة لیس لہا ابو الحسن۔ 64۔

میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں ایسی مشکل سے جس کے حل کرنے کے لئے ابو لحسن نہ ہوں ۔

8۔ لا ابقانی اللہ بعدک یا علی ۔65۔

اے علی تمہارے بعد خدا مجھے زندہ نہ رکھے ۔

حضرت عمر کے ان تمام اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام خلفاء کے زمانے کے عقیدتی ، سیاسی اور فقہی مسائل کو حل کرنے والے واحد فرد تھے۔ اس سلسلے میں ایک قابل غور واقعہ مسلمانوں کی تاریخ کی ابتدا کا تعین کرنا ہے۔ عمر ابن خطاب نے جب مسلمانوں کی تاریخ کا مبداء معین کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت علی علیہ السلام سے مشورہ ، آپ نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کو مسلمانوں کی تاریخ کا مبداء قرار دیں ، حضرت عمر نے ان کا یہ مشورہ پسند کیا اور ہجرت کو مسلمانوں کی تاریخ کی ابتدا قرار دیا۔ 66۔

حضرت عمر نے جب ایران کو فتح کرنے کا ارادہ کیا تو اس بارے میں بھی حضرت علی علیہ السلام سے مشورہ کیا ۔ 3۔ تیسرے خلیفہ کے دور میں بھی حضرت علی علیہ السلام ہی متعدد مسائل حل فرمایا کرتے تھے ، تاریخ و حدیث کی کتابیں ان واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ 67۔

4۔ حضرت عائشہ ام المومنین اور علم علی علیہ السلام کا اعتراف

ام المومنین عائشہ بھی جب ان سے احکام شرعی پوچھے جاتے تو لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی طرف رجوع کرنے کو کہتیں اور فرماتیں علیک بابن ابی طالب لتساءلہ۔ 68۔ آپ سائل سے کہتیں جاو اس سوال کو ابن ابی طالب سے پوچھو۔

یا پھر فرماتیں ائت علیا فانہ اعلم بذالک منی۔ 69۔

جاو علی سے پوچھو وہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں ۔

5۔ علی ابن ابی طالب اور سعد بن ابی وقاص ۔

حاکم نے اپنی سند سے قیس ابن ابی حازم سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کر رہا تھا، سعد ابن ابی وقاص نے اسکی ملامت کی اور کہا الم یکن اول من اسلم؟ او لم یکن اول من صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ او لم یکن اعلم الناس؟ کیا علی اسلام لانے والے پہلے شخص نہیں ہیں؟ کیا وہ پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی اور کیا وہ سب سے زیادہ عالم نہیں ہیں؟ 70۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا مشہور ترین لقب "امام" ہے ۔

قارئین کرام جس طرح سے ہم نے حضرت علی علیہ السلام کے علمی مرجع و مرکز ہونے کے بارے میں تاریخی شواہد پیش کئے ہیں اسی طرح آپ کی ذریت یعنی حضرت امام حسن علیہ حضرت امام حسین حضرت امام زین العابدین اور دیگر تمام ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے علمی مرجعیت اور مرکزیت کے بارے میں ناقابل انکار تاریخی شواہد ہیں۔

ائمہ مذاہب کے نزدیک اہل بیت کی علمی عظمت

مختلف اسلامی مذاہب کے ائمہ اور بزرگ فقہاء نے اہل بیت علیہم السلام بالخصوص حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تعلیم حاصل کی ہے۔ حافظ بن عقدہ نے چار ہزار فقہاء اور محدثین کے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے آپ سے روایت حدیث کی ہے یا آپ کے سامنے زانوے ادب تہ کیا ہے۔ 76۔

حافظ بن عقدہ نے ان فقہاء و محدثین کی کتابوں کے نام بھی ذکر کئے ہیں ان لوگوں میں مالک بن انس اصبحی ، ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، 77 یحی بن سعید، ابن جریح، سفیان ثوری ، شعبہ ابن الحجاج، عبد اللہ ابن عمرو ، روح ابن قاسم ، سفیان ابن عیینہ، اسماعیل ابن جعفر، ابراہیم ابن طحان اور بہت سے دیگر افراد شامل ہیں۔ 78

ابو حنیفہ کا یہ قول کہ "لولا السنن لہلک النعمان" 79 ان دو برسوں کی طرف اشارہ جب انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے درس میں شرکت کی تھی۔ ابو حنیفہ کے اس قول سے پتہ چلتا ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کس قدر اپنے زمانوں کی علمی فضا پر حاوی اور اثر گذارتھے۔

مالک بن انس کہتے ہیں کہ :

مارات عین ولا سمعت اذن ولا خطر علی قلب بشر افضل من جعفر ابن محمد الصادق علما و عبادۃ و ورعا۔ 80۔

نہ کسی آنکھ نے یہ دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی نے یہ تصور کیا ہے کہ جعفر ابن محمد صادق سے کوئی علم، عبادت و ورع میں افضل ہو سکتا ہے۔

الازھر یونیورسٹی کے معروف استاد اور عالم دین شیخ محمد ابو زھرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی علمی مرجعیت کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں "کان ابو حنیفہ یروی عن الامام الصادق ویراہ اعلم الناس باختلاف الناس و اوسع الفقہاء احاطۃ وکان مالک یختلف الیہ دارسا وراویا ومن کان لہ فضل الاستاذیہ علی ابی حنیفہ و مالک فحسبہ ذالک فضلا ولا یمن ان یوخر عن نقص ولا یقدم علیہ غیرہ عن فضل۔ وھو فوق ہذا حفید علی زین العابدین الذی کان سید اھل المدینۃ فی عمرہ فضلا و شرفا و دینا و علما وقد تتلمذ لہ ابن شہاب الزھری و كثیرون من التابعین وھو ابن محمد الباقر الذی بقر العلم و وصل الی لبابہ فھو ممن جمع اللہ تعالیٰ لہ الشرف الذاتی و الشرف الاضافی بکریم النسب والقربۃ الهاشمیہ والعترة المحمدیۃ۔

ابو حنیفہ امام صادق سے روایت کیا کرتے تھے اور انہیں لوگوں کے اختلافات سے سب سے زیادہ واقف کار اور فقہاء میں سب سے زیادہ عالم سمجھے تھے۔ مالک بھی ان کے پاس کبھی نقل روایت تو کبھی حصول علم کے لئے آیا کرتے تھے اور جس کو ابو حنیفہ اور مالک پر فضل استادی حاصل ہو یہ فضل اس کے لئے کافی ہے وہ کسی سے پیچھے نہیں رہ سکتے اور نہ فضیلت میں ان پر کسی کو برتری حاصل ہو سکتی ہے۔ سب سے زیادہ صاحب فضل علی ابن الحسین زین العابدین کے پوتے ہیں جو اہل مدینہ کے سردار اور فضل و شرف و دین و علم میں سب سے آگے تھے ابن شہاب زھری اور بہت سے تابعین نے ان کے سامنے زانوے ادب تہ کیا ہے۔ وہ محمد باقر کے بیٹے ہیں جنہوں نے علم کا سینہ چاک کیا اور اسکی حقیقت تک رسائی حاصل کی۔ خدا نے انہیں نسبی اور ذاتی شرف عطا کیا ہے وہ بنی ہاشم اور عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں۔

فصل چہارم :

علوم اہل بیت علیہم السلام کے عینی جلوے۔

1۔ دانشوروں کے ساتھ علمی مناظرے۔

ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی مبارک زندگیاں علمی سرگرمیوں سے بھری پڑی ہیں۔ وہ میدان علم کے شہسوار تھے اور قرآن کی روشنی میں علمی گفتگو اور مناظرے میں یگانہ روزگار۔ بعض اوقات دشمن اور حکام جور انہیں اذیت پہنچانے کے لئے علمی مناظروں کا انتظام کیا کرتے تھے اور بعض اوقات یہ مناظرے لوگوں کو جہل کی تاریکی سے نکال کر علم و حقیقت کی روشنی میں لے جانے کے لئے بھی ہوا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات جب محدثین، فقہاء اور درباری علماء سوالوں کے جواب سے عاجز آجاتے تھے تو اہل بیت علیہم السلام کے دروازے پر آتے تھے اور ان سے اپنے مسائل کا حل حاصل کرتے تھے۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے علمی مناظروں کو بعض علماء نے مستقل کتابی شکل میں جمع کیا ہے۔

ان مناظروں میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کو کبھی شکست نہیں ہوئی اور نہ انہیں کسی طرح کی مشکل کا سامنا کرنا پڑا بلکہ انہوں نے کوہ استوار کی طرح ہر طرح کے مسائل منجملہ علمی مناظروں کا سامنا کیا اور خدا کے فضل و کرم سے ہر امتحان میں سرخرو ہوئے۔ یاد رہے ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی بعض شخصیتوں جیسے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کو کمسنی میں (نوسال) ہی دشمنوں کی سازشوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن وہ ہمیشہ کامیاب رہے۔ ان مناظرات کے اعلیٰ علمی معیار اور زمانے کے بزرگ ترین اور عالم ترین افراد کے مقابلے میں ائمہ اہل بیت علیہم السلام کا کامیاب رہنا ان کے بلامنازعہ علمی مرجع ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے علمی مناظرات۔

سب سے پہلے، میدان علم میں قدم رکھنے والے حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے یہود و نصاریٰ سے متعدد مناظرے کئے ہیں گویا مناظرہ کرنا آپ کی زندگی کا ایک اہم کام بن گیا تھا۔ آپ نے غالیوں سے بھی مناظرے کئے ہیں تاکہ انہیں توبہ کرنے کی طرف راغب کرسکیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ان لوگوں سے بھی مناظرے کئے ہیں جنہوں نے آپ کی بیعت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اجماع امت سے نکل گئے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام امت کو سوال کرنے کی طرف راغب کرتے تھے آپ کا یہ قول نہایت مشہور ہے کہ "سلونی قبل ان تفقدونی"۔ مجھے کھونے سے قبل مجھ سے جو چاہے سوال کرلو۔

آپ کے بعد حضرات حسنین علیہما السلام نے بھی آپ ہی کی روش پر زندگی گزاری اور لوگوں کے مسائل حل کرتے رہے۔

حضرت امام حسن کے مناظرات :

مرد شامی کے ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کا مناظرہ نہایت معروف ہے۔ اس مرد شامی کو معاویہ نے حضرت علی علیہ السلام کا امتحان لینے کے لئے کچھ سوالات دے کر بھیجا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اسے

حضرت امام حسن کے پاس بھیج دیا اور آپ نے اس کے تمام سوالوں کا شافی جواب دیا۔85۔
حسن بصری کے ساتھ قضا و قدر کے بارے میں امام حسین علیہ السلام کا مناظرہ بھی تاریخ میں مشہور ہے۔86۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے مناظرات۔

اپنی بحث کو طوالت سے بچاتے ہوئے یہاں پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اہم مناظرے نقل کر رہے ہیں۔
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا زمانہ استثنائی زمانہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ آپ کو معارف اسلام کی تبلیغ کرنے کا نسبتاً مناسب موقع ملا تھا اور آپ نے وقت سے فائدہ اٹھا کر حقیقی اسلام کی ترویج کی۔
ابوحنیفہ نعمان کے ساتھ آپ کا ایک مناظرہ ہے جو منصور دوانیقی کے دربار میں انجام پایا تھا۔
ابوحنیفہ خود کہتے ہیں کہ "میں نے جعفر ابن محمد سے زیادہ عالم کسی کو نہیں پایا جب منصور نے انہیں بلایا تو میرے پاس اپنے ایلچی کو بھیجا اور پیغام دیا کہ لوگ جعفر ابن محمد کے گرویدہ ہو رہے ہیں ان سے پوچھنے کے لئے سخت اور مشکل سوالات تیار کرو میں نے منصور کے کہنے پر چالیس سوالات تیار رکئے۔ ابوحنیفہ کہتے ہیں جب منصور حیرہ میں تھا تو اس نے مجھے بلا بھیجا، جب میں اس کے محل پہنچا تو دیکھتا ہوں جعفر ابن محمد اس کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے جب جعفر ابن محمد کی طرف دیکھا تو مجھ پر ان کے رعب و جلال کا ایسا اثر پڑا جیسا منصور کو دیکھنے سے بھی نہیں پڑا تھا۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا، منصور نے ان کی طرف دیکھ کر کہا اباعبداللہ یہ ابوحنیفہ ہیں۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اس کے بعد مجھ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا ابوحنیفہ اپنے سوالات پیش کریں، میں نے ایک ایک سوال کرنا شروع کیا، جعفر ابن محمد ہر ایک سوال کا جواب دیتے اور اہل مدینہ، اپنا نظریہ اور میرے نظریے کی طرف اشارہ کرتے۔ وہ کبھی ہمارے نظریے کی تائید کرتے تو کبھی اہل مدینہ کی اور کبھی سب کی مخالفت کرتے میں نے پورے چالیس سوال کر لئے اور انہوں نے تمام سوالوں کے جوابات دیئے۔ اس کے بعد ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ "کیا ہم نے نہیں کہا ہے کہ سب سے زیادہ عالم وہ ہوتا ہے جو مختلف نظریات کا علم رکھتا ہو"۔87۔